وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

[میں نے جنّوں اور انسانوں کو اپنی عبادت (معرفت) کے لئے پیدا فرمایا ہے]۔

رسالہِ علمِ تصوف

تصنیف

صاحبزادہ ابوالحسن واحدؔ رضوی

ناشر

خدام آستانہ عالیہ فیض آباد شریف

اٹک، پنجاب، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمھید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن، اَمَّا بَعْد:

خالق حسن و جمال نے اپنے کلامِ بے مثال، قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ [میں نے جنّوں اور انسانوں کو اپنی عبادت (معرفت) کے لئے پیدا فرمایا ہے]۔

مفسرین کرام کا ارشاد ہے کہ آیۂ کریمہ میں عبادت سے مراد: معرفت ہے۔ اسی علم معرفت کا دوسرا نام ”علم تصوف“ یا ”علم سلوک“ ہے۔ زیرِ نظر رسالہ ”علم تصوف“، تصوف کی بنیادی معلومات پر مشتمل ہے۔ جو ابتدائی درجوں کے طلبہ و طالبات اور سالکین و مریدین کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔ مالک، میری اس سعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور مطالعہ کرنے والوں کے لئے، رسالے کو فیض بخش، روح افزا، اور سُرور انگیز بنائے۔ نیز خاکسار کے معاصی کا کفّارہ۔ آمین بجاہ خاتم الانبیاء وسید المرسلین۔ ؎

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

خادم اہلِ دلاں

خاکسار ابوالحسن واحدؔ رضوی عفی عنہ

آستانہ عالیہ فیض آباد شریف

فصل (۱) تصوف کالغوی و اصطلاحی معنیٰ

(۱)لغوی معنیٰ: تصوف کالغوی معنیٰ ہے: صُوف (پشمینہ) کالباس پہننا۔

(۲)اصطلاحی معنیٰ: اَحکام شرعیہ پرعمل کرکے حقیقت ومعرفت تک رسائی کے لئے صوفیہ کرام نے جوطریق اپنایا ہے اُسے ''تصوف''،''سلوک'' یا ''طریقت'' کہتے ہیں۔

تصوف، اصطلاحی تعریفات، بہت سی ہیں جن میں سے چند تعریفات، بطور اختصار، آئندہ فصل میں تحریر کی جاتی ہیں۔

فصل (۲) تصوف کی مختلف تعریفیں

(۱) حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ (م 200ھ) کے نزدیک: حقیقت کی معرفت حاصل کرنا، دقائق پرگفتگو کرنا اور مخلوق کے پاس جو کچھ ہے اس سے نا اُمید ہو کر اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا، تصوف ہے۔

(۲) حضرت خواجہ سری سقطی علیہ الرحمۃ (م 257ھ) کے بقول: تصوف، معرفتِ الٰہی کانام ہے۔

(۳) حضرت ابوحفص حدّاد علیہ الرحمۃ (م265ھ) کےنزدیک:

تصوف: مکمل ادب ہے۔ جوادب کوضائع کرے وہ قربِ الٰہی اورقبولیت سے دور جا پڑتا ہے اورمردود ہوجاتا ہے۔

(۴) حضرت خواجہ ابوبکرشبلی علیہ الرحمۃ کے بقول:

تصوف: یہ ہے کہ سب کو چھوڑ کرصرف ایک اللہ کا ہو رہنا، غیر کے تصور سے بھی دل کو صاف رکھنا بلکہ یوں سمجھنا کہ غیر کا کوئی وُجود ہی نہیں۔

(۵) حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ (م 465ھ) کے بقول: اپنے اخلاق اور معاملات کو صاف رکھنا، ہر پہلو پر صفتِ صَفا کو لازم رکھنا، تصوف ہے۔

(۶) امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری علیہ الرحمۃ (م465ھ) کےنزدیک:

کتابُ اللہ اور سنت رسولُ اللہ کی پابندی کرنا، تصوف ہے۔

(۷) امام غزالی قدس سرہ (م505ھ) کے بقول:

تصوف: علم وعمل کے مجموعے کا نام ہے۔ علم کے ذریعے نفسانی خواہشات سے کنارہ کشی کرنا، تزکیۂ نفس کرنا اور قلب کو غیرُ اللہ سے خالی کرکے، ذکرِ الٰہی سے آراستہ کرنا۔

(۸) حضور شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم قدس سرہ (م 561ھ) کےنزدیک، تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر ہے:

(۱) سخاوت ابراہیم (۲) رضائے اسماعیل (۳) صبر ایوب (۴) مناجاتِ زکریا (۵) غربت یحییٰ (۶) خرقۂ پوشیِ موسیٰ (۷) سیاحت وتجردِ عیسیٰ (۸) فقرِ محمد مصطفیٰ ﷺ۔

(۹) حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ (م632ھ) کے بقول:

تصوف: قولاً، فعلاً اور حالاً، اِتباعِ رسول کا نام ہے۔

فصل (۳) مقاماتِ تصوف / مقاماتِ سُلوک

تصوف میں ،آٹھ مقامات، زیادہ معروف ہیں۔جنھیں مقاماتِ تصوف یا مقاماتِ سلوک کہا جاتا ہے۔تفصیل یہ ہے:

(۱) توبہ: یہ تصوف یا سلوک کا پہلا مقام ہے۔بیعت کا آغاز توبہ ہی سے ہوتا ہے۔

(۲) وَرع: یہ دوسرا مقام ہے۔ہر مشتبہ چیز کو ترک کر دینا ورع کہلاتا ہے۔

(۳) زھد: سلوک یا تصوف کا تیسرا مقام: زُھد ہے۔زھد کا معنیٰ ہے: دل کو دنیا سے دور کرنا یعنی بے رغبتی پیدا کر لینا۔

(۴) فقر: یہ چوتھا مقام تصوف ہے۔اس سے مراد ہے: صرف اللہ کے سامنے محتاج ہونا اور صرف اُسی کا ہو کر رہنا۔

(۵) صبر: مصائب دنیا پر کمال صبر کا مظاہرہ کرنا اور نفسانی خواہشات کو کچل دینا۔

(۶) توکل: یہ تصوف کا چھٹا مقام ہے۔توکل کا مفہوم ہے: کسی کام کو پوری تدبیر اور کوشش سے انجام دیا جائے اور نتائج، اللہ کے سپرد کر دیئے جائیں۔

(۷) ایثار: ایثار کا مفہوم ہے: اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینا۔دوسروں کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنا اور ان کی خیر خواہی چاہنا۔

(۸) رضا: شیخ حارث علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”خداوند تعالیٰ کے حکم کے تحت قلب کے اطمینان کا نام: رضا ہے“۔اور شیخ ذُوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”قسمت کے فیصلہ پر دل کی مسرت کا نام: رضا ہے“۔

فصل (۴) ارکانِ تصوف

مشائخ کرام کے نزدیک تصوف کے چار ارکان ہیں:

(۱) شریعت (۲) طریقت (۳) حقیقت (۴) معرفت

قرآن وسنت کے ظاہری احکام کو ”شریعت“ کہا جاتا ہے۔اور ”طریقت“ ان کے باطن کا نام ہے۔مثال کے طور پر طہارتِ شرعی یہ ہے کہ بدن کو پاک کرلیا جائے لیکن ”طریقت“ کی طہارت یہ ہے کہ دل کو تمام برائیوں سے پاک کیا جائے۔

”شریعت“ کے احکام پر عمل کرنے سے جو اثرات ذہن وقلب پر مکمل طور پر چھا جائیں اور یقین کی دولت حاصل ہو جائے تو اِسے ”حقیقت“ کہا جاتا ہے۔

”معرفت“ سے مراد ہے: اللہ تعالیٰ کی پہچان۔اس کا دوسرا نام ”عرفان“ ہے۔جب صوفی پر حقائق کھلتے ہیں تو وہ حق الیقین کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔یہی عرفان ہے اور یہی معرفت ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب سالک سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو ”معرفت“ سے ”حقیقت“ کی منزل پر آجاتا ہے۔جب حقیقت کی منزل پر اس سے غلطی ہوتی ہے وہ ”طریقت“ کی منزل پر آجاتا ہے۔جب طریقت کی منزل پر اس سے غلطی ہوتی ہے تو ”شریعت“ کی منزل پر آجاتا ہے۔اس لئے ”شریعت“ کی پابندی ضروری ہے۔

فصل (۵) منازلِ تصوف

ایک سالک یعنی مرید کو راہِ سلوک میں درج ذیل منازل سے گزر کر جلیلُ القدر منصب پر فائز ہونا ہوتا ہے تب کہیں جا کر وہ مخلوق کی ہدایت کا فریضہ سر انجام دے سکتا ہے۔مشائخ کرام نے بالعموم تصوف وسلوک کی یہ چار منازل بیان فرمائی ہیں:

(۱) فَنَا فِی الشَّیخ (۲) فَنَا فِی الرَّسول (۳) فَنَا فِی الله (۴) بَقَا بِالله

(۱) فنافی الشیخ:

ایک مرید جب شریعت وطریقت کی پابندی کرتے ہوئے مختلف وظائف و اَذکار میں مشغول رہتا ہے تو اُس پر خاص رحمتوں کا نُزول ہوتا ہے۔مختلف شکلوں میں اُسے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔پھر جتنی اُس کی ہمت اور محنت ہوتی ہے، روحانی فیضان سے، مستفیض ہوتا رہتا ہے۔اس منزل میں وہ اپنے پیرو مرشد سے لے کر مولائے کائنات حضور مولیٰ علی کرّم اللہ وجھہ الکریم تک مشائخ سے فیضان حاصل کرتا ہے۔اس منزل کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔یہاں سے ترقی صرف اور صرف اللہ کے فضل و کرم،رسول کائنات ﷺ کی رحمت اور مرشِد کی توجہ پر ہی منحصر ہے۔

(۲) فنافی الرسول:

فنافی الشیخ کے بعد دوسری منزل،فنافی الرسول ہے۔اس منزل پر مریدِ حقیقی کو آپ ﷺ سے بے پناہ محبت اور عشق ہوجاتا ہے۔وہ آپ ﷺ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک عادت کو اپناتا ہے۔اگر کرم بالائے کرم ہو تو اسی منزل پر مصطفیٰ جانِ

رحمت کے دیدار کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے۔یہاں بھی قدم قدم پر مرشد کی توجہ اور فیض کی اَشَدّ ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) فنافی اللہ:

ایک سالک جب فنافی الرسول کی منزل میں ترقی حاصل کر لیتا ہے تو وہ فنا فی اللہ کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔دوسرے لفظوں میں وہ اپنے آپ کو بھول کر یادِ خدا میں گم ہو جاتا ہے۔ہمہ وقت اُسی کی یاد میں محو رہتا ہے۔اِس منزل پر ذکر کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اللہ ھُو کا ذکر اُسے لطف دینے لگتا ہے۔اِس منزل پر سالک کی عجیب ہی حالت ہوتی ہے۔

(۴) بقاباللہ:

فنا فی اللہ کے بعد ،بقاباللہ کی منزل آتی ہے۔اس منزل پر پہنچ کر سالک،راضی بہ رِضا رہتا ہے۔گویا اپنے آپ کو اپنے خالق و مالک کے سپرد کر دیتا ہے۔خواہ وہ بیمار رکھے یا تندرست، زندہ رکھے یا مارے۔راحت ونعمت میں رکھے یا مشقت وتکلیف میں۔سالک کی زبان،اس منزل پر خاموش ہوجاتی ہے۔قرآن کی زبان میں اُسے رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ [اللہ،اُس سے راضی ہوا] کی نوید جانفزا سنائی جاتی ہے۔

فصل (۶) اصطلاحاتِ تصوف

(۱) سلوک: سلوک: کے معنیٰ راستہ چلنے کے ہیں۔مشائخ کی اصطلاح میں تہذیبِ نفس کو کہتے ہیں۔یعنی اچھے اخلاق اپنانا اور برے اخلاق ،ترک کر دینا۔سلوک ہی کا دوسرا نام:تصوف ہے۔

(۲) سیر: لفظی معنیٰ ہے: چلنا، سیر دو طرح کی ہوتی ہے: (۱) سیر الی اللہ (۲) سیر فی اللہ۔ سیر الی اللہ (یعنی اللہ کی طرف سیر کرنا) کا مطلب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اور سیر فی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات کی معرفت حاصل کرنا۔ یہ سیر بقا باللہ کے بعد شروع ہوتی ہے۔

(۳) بیعت: کسی مرشد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے راہِ تصوف پر چلنے کا عہد کرنا

(۴) مرید: بیعتِ ارادت کرنے والا، اِسی کو سالِک بھی کہا جاتا ہے۔

(۵،۶) سالک /مجذوب: سالک وہ مرید ہوتا ہے جو باقاعدہ راہِ سلوک طے کرے اور مجذوب: جسے اللہ نے اپنی طرح کھینچ لیا ہو اور اُس نے بظاہر کوئی ریاضت یا مجاہدہ نہ کیا ہو۔ یعنی مجذوب خود تو منزل معرفت پر پہنچ جاتا ہے لیکن دوسروں کو ہدایت کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ پھر مجذوب کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) مجذوب سالک (۲) سالک مجذوب۔ مجذوب سالک: اس کو کہتے ہیں جو جذب کے وسیلے سے معرفت تک پہنچ گیا اور پھر اس نے سلوک کی منزلیں بھی طے کرلیں۔ اور سالک مجذوب: اسے کہتے ہیں جس نے پہلے سلوک کی منزلیں طے کیں اور پھر جذب الٰہی نے اُسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

(۷) مجاہدہ: نفس اور شیطان سے جنگ کرنا یعنی بری خواہشات کی مخالفت کرنا۔

(۸) محاسبہ: مرید کا اپنے آپ سے اچھے اور برے اعمال کا حساب لینا تاکہ اپنی برائیوں پر نظر رہے اور انھیں چھوڑنے کی سعی کرتا رہے۔

(۹) مراقبہ: خدا کی یاد میں اس انداز سے ڈوب جانا کہ غیرِ خدا کا شُعور باقی نہ رہے۔

(۱۰) عامی: جس نے صرف علم شریعت حاصل کیا ہو۔ رسمی عالم۔

(۱۱) عالم: جسے دولت مشاہدہ تو حاصل نہ ہو مگر وہ اس پر یقین رکھتا ہو۔

(۱۲) عارف: جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات اور افعال کے اَسرار سے آگاہ کیا ہو۔ اور دولتِ مشاہدہ سے سرفراز فرمایا ہو۔

(۱۳) مکاشفہ/ واقعہ: ذکر وفکر کے دوران میں، سالک پر بعض حقیقتیں اور غیب کی باتیں کھل جاتی ہیں، اس کو واقعہ کہتے ہیں۔ اگر یہ انکشاف بیداری میں ہو تو اس کو مکاشفہ کہتے ہیں۔

(۱۴) مرشد: خدا تک پہنچنے کا وسیلہ، مرشد کو شیخ اور پیر بھی کہا جاتا ہے۔

(۱۵) نفی و اثبات: صوفیہ کا مشہور ذکر، لا الہ الا اللہ، اس میں لا الہ نفی ہے اور الا اللہ، اثبات ہے۔

(۱۶) ذکر لسانی: جو زبان سے کیا جائے۔

(۱۷) ذکرِ قلبی: وہ ذکر جو دل سے ہو یعنی یادِ حق میں گم رہنا۔

(۱۸) ذکرِ جہر: جو بلند آواز سے کیا جائے اور آواز دوسروں تک بھی پہنچے۔ اِسے ذکر جلی بھی کہتے ہیں۔

(۱۹) ذکرِ خفی: وہ ذکر جو بہت آہستہ آہستہ کیا جائے۔ نقشبندیہ سلسلہ میں ذکر خفی کو بہتر سمجھا جاتا ہے جبکہ باقی سلاسل میں ذکر جلی [جہر] کو زیادہ فیض بخش سمجھا جاتا ہے۔

(۲۰،۲۱) وَجد/تواجد: قوالی سن کر یا کوئی کلام سن کر بغیر کسی ارادہ اور کوشش کے قلب پر اچانک ایک خاص کیفیت طاری ہوجانے کو وجد کہتے ہیں۔ اور اپنے اختیار اور تکلف سے وجد لانے کو تواجد کہتے ہیں۔ تواجد کی عمومی طور پر دو اغراض ہوتی ہیں: ایک، اس حدیث پر عمل کرنا کہ روؤ، اگر رو نہ سکو تو رونی صورت بناؤ! اور دوسرے مریدِ ناقص کی تعلیم کے لئے یہ کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔ تاکہ اسے لذتِ ذکر وسماع حاصل ہو۔

(۲۲) رقص: لفظی معنیٰ: ناچنا، عارفانہ کلام سن کر ایک خاص کیفیت میں ڈوب جانا اور ناچنا شروع کر دینا۔ مولانا روم قدس سرہ کے سلسلے سے تعلق رکھنے والے سالکین کا رقص، رقصِ مولوی کہلاتا ہے۔

(۲۳) مناجات: لغوی معنیٰ ہیں: سرگوشی کرنا اور اصطلاح میں: خدا کی بارگاہ میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کرنا۔

(۲۴) خانقاہ: لفظی معنیٰ ہے: عبادت خانہ۔ خان کے معنیٰ: خانہ اور قاہ کے معنیٰ: عبادت اور دعا۔ اور اصطلاحِ صوفیہ میں: جس جگہ درویش اور مشائخ رہتے ہوں اور تصوف کی باقاعدہ تعلیم وتربیت کا انتظام ہو۔

(۲۵) لنگر: خانقاہ میں رہنے والوں یا آنے والوں کو جو کھانا پیش کیا جاتا ہے، اُسے لنگر کہا جاتا ہے۔

(۲۶) سماع:

لفظی معنیٰ: سننا۔ اور اصطلاحِ مشائخ میں: قوالی اور غنا کو کہتے ہیں۔ قوالی سننے والوں کو اہل سماع کہا جاتا ہے۔ قوالی پر بعض حضرات، اعتراض کرتے ہیں مگر ان کے اعتراض کی کوئی علمی حیثیت نہیں۔ تفصیل ہمارے رسالہ [سماع] میں ملاحظہ ہو۔ اجمالی طور پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ حرمتِ سماع میں فقہا نے جو بعض احادیث بیان کی ہیں، وہ کبار ائمہ کے نزدیک بے بنیاد ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ نے ان کو معتبر نہیں مانا۔ یہ حدیثیں بعض متاخرین نے بیان کی ہیں جن کو صحیح اور سقیم میں تمیز کرنے کا ملکہ نہیں۔ ابن عربی مالکی نے ان احادیث کے بارے میں لکھا کہ حرمتِ غنا کے بارے میں ایک بھی حدیث ثابت نہیں۔ امام نووی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے کہ یہ تمام روایات بے بنیاد ہیں۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مقاصد حسنہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن احادیث کو فقہاء نے حرمتِ غنا کی سند میں بیان کیا ہے ان کی کچھ

اصلیت نہیں پائی جاتی ہے۔علامہ امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض متاخرین نے جو حدیثیں حرمتِ غنا کے بارے میں بیان کی ہیں وہ محض گپیں ہیں۔اگر اس بارے میں کوئی حدیث صحیح ثابت ہوتی تو ضرور مجتہدین عظام اس کو اپنا دستورالعمل ٹھہراتے۔امام شافعی اور امام بخاری علیہما الرحمۃ کے استاذ: امام ابراہیم بن سعد علیہ الرحمۃ اپنے طالب علموں کو محظوظ کرنے اور ان کے دلوں کو نرم کرنے کے لئے حدیث سنانے سے قبل سماع سنایا کرتے تھے۔اور ان کے سامنے دف بجایا جاتا تھا۔

فصل (۷) سلاسل تصوف

سلاسل تصوف یا سلاسل طریقت سے مراد: اولیاء اللہ کے مختلف گروہ ہیں۔مختصر تعارف درج ذیل ہے:

سلاسل، سلسلہ کی جمع ہے۔سلسلہ: زنجیر کو کہتے ہیں۔جس طرح زنجیر کی ایک کڑی دوسری کڑی سے ملی ہوتی ہے۔اسی طرح مشائخ ایک کے بعد ایک، اپنے سلسلے کے پہلے مشائخ سے پیوستہ ہوتے ہیں۔

طریقت میں چار پیر چودہ خانوادے مشہور ہیں۔یہ چودہ خانوادے اصل قرار دیئے گئے ہیں اور باقی سب شاخیں ہیں۔چار پیر سے مراد یہ ہستیاں ہیں:

(۱) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت امام حسن بصری قدس سرہ

(۴) حضرت خواجہ کمیل بن زیاد قدس سرہ

کم و بیش تمام سلاسل، انہی چار پیر کے واسطے سے مولائے کائنات حضور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتے ہیں۔اور مولیٰ علی کے واسطے سے رسول کائنات سید عالم ﷺ سے ملتے ہیں۔

نقشبندی سلسلہ، حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے واسطے سے رسول کریم ﷺ سے ملتا ہے۔

چودہ [۱۴] خانوادوں اور ان کے سرخیل مشائخ، کے اسماء یہ ہیں:

(۱) زیدیہ: حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۲) عیاضیہ: خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہ کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۳) ادھمیہ: حضرت خواجہ ابراھیم بن ادھم بلخی کا خانوادہ جو خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

(۴) ہبیریہ: حضرت خواجہ ہبیرہ بصری قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۵) چشتیہ: حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۶) عجمیہ/حبیبیہ: حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۷) طیفوریہ: سلطان الاولیاء خواجہ بایزید طیفور بسطامی قدس سرہ کا خانوادہ۔ جو امام جعفر صادق قدس سرہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

(۸) کرخیہ: حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ کا خانوادہ۔ جو حضرت امام علی رضا قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔

(۹) سقطیہ: خواجی سری سقطی قدس سرہ کا خانوادہ۔ جو شیخ معروف کرخی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔

(۱۰) جنَیدیہ: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کا خانوادہ۔ جو خواجہ سری سقطی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔

(۱۱) گاذرویہ: خواجہ ابو اسحاق گاذرونی قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۱۲) طوسیہ: خواجہ علاء الدین طوسی قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۱۳) سہروردیہ: خواجہ ابو نجیب ضیاء الدین عبد القاہر سہروردی قدس سرہ۔ آپ کو غوث اعظم قدس سرہ سے بھی خلافت حاصل ہے۔

(۱۴) فردوسیہ: شیخ نجم الدین کبریٰ فردوسی قدس سرہ کا خانوادہ۔ جو شیخ ضیاء الدین سہروردی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔

علاوہ بریں باقی سب خانوادے فروعی [شاخیں] ہیں۔ فروعی خانوادوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، چند خانوادوں کے نام مع اسماء مشائخ تحریر کئے جاتے ہیں:

(۱) قادریہ: یہ سلسلۂ عالیہ، حضور محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ محی الدین عبد

القادر جیلانی بغدادی حسنی حسینی المعروف غوث اعظم قدس سرہ سے منسوب ہے۔ جو امام طریقت ہیں۔ جن کا قدم مبارک تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

(۲) نقشبندیہ: یہ خانوادہ حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبندی بخاری قدس سرہ سے منسوب ہے۔

(۳) شاذلیہ: حضرت ابو الحسن شاذلی قدس سرہ سے منسوب ہے۔ آپ کی الہامی دعا [حزب البحر] تمام مشائخ کے معمولات میں شامل ہے۔

(۴) مولویہ: حضرت امام عاشقاں مولانا شیخ جلال الدین رومی قدس سرہ سے منسوب ہے۔ آپ مولائے روم اور عارف رومی کے نام سے مشہور ہیں۔ مشہور فارسی مثنوی آپ کا شہکار ہے۔

(۵) صابریہ: حضرت مخدوم سید علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۶) نظامیہ: سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۷) برکاتیہ: حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی قدس سرہ کا خانوادہ۔

(۸) رضویہ: سرخیل عشاق، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ [م ۱۳۴۰ھ] سے منسوب ہے۔

برصغیر میں مختلف سلاسل پائے جاتے ہیں۔ لیکن شروع شروع میں جو خدمات

چشتی سلسلہ کے بزرگوں نے سرانجام دی ہیں وہ بہت نمایاں ہیں۔مثلاً خواجۂ خواجگاں عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ نے [ایک قول کے مطابق] نوے لاکھ ھندوؤں کو مسلمان کیا۔اور اعلیٰ پیمانے پر مسلمانوں کی تربیت کی۔نیز روحانیت کو باقاعدہ فروغ عطا کیا۔

دیگر سلاسل،خصوصاً سلسلۂ عالیہ قادریہ اور نقشبندیہ کی خدمات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔رحمۃ اللہ علی المشائخ المتقدمین والمتاخرین وجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

فصل (۸) ضرورتِ مرشد اور بیعت وخلافت

صوفیہ کرام اور مشائخ عظام کی ہدایت کے مطابق ہر شخص (مرد و عورت) کے لئے بیعت کرنا اور کسی پیر کا انتخاب کرنا،نہایت ضروری ہے۔کیونکہ مشائخ کا کہنا ہے:''جس کا کوئی پیر نہ ہو،اُس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔'' عربی عبارت یوں ہے:''من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان''۔

جیسے دنیا کے کام سیکھنے اور ان میں مہارت حاصل کرنے کے لئے کسی استاذ، رہبر اور ماہرِ فن کی ضرورت ہوتی ہے،اسی طرح معرفتِ حق کے لئے بھی کسی رہبر،استاذ اور شیخ کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔دوسرے لفظوں میں اِسی رہبر،شیخ ،استاذ اور ھادی کو''مرشِد''[پیر] کہا جاتا ہے۔

بیعت: سے مراد ہے: مرشد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے راہِ تصوف پر چلنے کا عہد کرنا۔اور بعض مشائخ کے بقول: بیعت: کا معنیٰ ہے: بک جانا،جب کوئی مرید

اپنا ہاتھ پیر کے ہاتھ میں دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دیا ہے۔اپنے آپ کو مرشد کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ساری ذمہ داری پھر مرشد کی ہو جاتی ہے۔

خلافت: صوفیہ کی اصطلاح میں شیخ طریقت یعنی مرشد گرامی کی جانشینی کو خلافت،کہا جاتا ہے۔سیر الاولیاء میں ہے:جس شخص میں علم،عقل اور عشق تینوں خوبیاں ہوں وہ مشائخ کی خلافت (جانشینی) کے لئے موزوں بلکہ افضل ہے۔

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ خلافت کے منصب کا مستحق وہ آدمی ہے جس کے دل میں خلافت کی تمنا نہ ہو۔[سیر الاولیاء]۔

فصل (۹) اقوال و اِرشادات

(۱) درویش کو چاہیے کہ اپنے پیر کی متابعت نہ چھوڑے۔(شیخ عبد الواحد بن زید)

(۲) درویش کا ہاتھ خالی،پیٹ خالی اور کیسہ خالی ہونا چاہیے۔(ایضاً)

(۳) جس نے ریاست ڈھونڈی وہ خوار ہوا۔(فضیل بن عیاض)

(۴) جو خدا سے نہیں ڈرتا کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔(ایضاً)

(۵) جو شخص زبان اور نفس کی لذت کو ترک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے۔

(ابراہیم بن ادھم)

(۶) ایمان کی سلامتی درویشی میں ہے اور کفر کا خوف،دولت مندی میں ہے۔

(شیخ ہبیرہ بصری)

(۷) جب اہل سماع، سماع میں مشغول ہوتے ہیں، اس وقت ان پر اسرارِ الٰہی ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ (خواجہ ممشاد دینوری)۔

(۸) نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بدتر ہے۔ (شیخ بایزید بسطامی)۔

(۹) محبت سیکھنے اور تعریف کرنے کی چیز نہیں ہے۔ یہ ایک ذوقی امر ہے جو کسب سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ خداوند تعالیٰ کی مہربانی سے حاصل ہوتی ہے۔ (معروف کرخی)۔

(۱۰) ادب، دل کا ترجمان ہے۔ (خواجہ سری سقطی)۔

(۱۱) جب تم صوفی کو یہ حالت دیکھو کہ ظاہر داری کی باتوں کا زیادہ خیال رکھتا ہے تو جان لو کہ اس کا باطن خراب ہے۔ (شیخ جنید بغدادی)۔

(۱۲) اِرادت سے بڑی دولت کوئی نہیں۔ نیک بختی کا اِسی پر دارومدار ہے۔
(شیخ نجم الدین کبریٰ)

(۱۳) مسجد کی صفائی کرنا، دل کی صفائی کرنا ہے۔ (حضور ریاض المِلّت)

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین۔

فصل (۱۰) فروغِ تصوف میں ہمارے شیخ حضور ریاض المِلّت قدس سرہ کی خدمات

والد گرامی، مرشد سامی و نامی، مفسر قرآن، محدث بے نظیر، مفتی بے مثال، شیخِ باکمال، پیکر جلال و جمال حضور ریاض المِلّت قبلہ پیر ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری چشتی نقشبندی سہروردی قدس سرہ کو اپنے استاذِ گرامی اور پیر و مرشد، نبراس المحدثین، زینۃ المحققین، شیخ المدققین، مجمع شریعت و طریقت، امام العشاق حضرت قبلہ پیر ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی صابری المعروف محدث اعظم پاکستان قدس سرہ نے چاروں سلاسل عالیہ میں خلافت عطا فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فروغِ تصوف میں نمایاں خدمات سر انجام دی ہیں۔ آپ نے ہر سلسلہ کو پھیلایا۔ سالکین کو بیعت کیا اور مختلف اہل محبت کو خلافت عطا فرمائی۔ راقم الحروف خاکسار ذرۂ بے مقدار کو بھی خلافت سے نوازا۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ساٹھ سے زائد ہے۔

دیگر سلاسل کے مقابلے میں آپ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کے فروغ میں تاریخی خدمات سرانجام دیں۔ روحانی مجالس اور اعراس کا انعقاد فرمایا۔ ذکر کے حلقے قائم کیے۔ اور مریدین کی باقاعدہ تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے تصوف کے مختلف موضوعات پر کتابیں اور رسالے تحریر فرمائے۔ خاص کر مشائخ کے تذکرے اور سوانح حیات پر مشتمل کتابیں لکھیں۔ ہر پیمانے پر عوام الناس کو تصوف اور اہل تصوف سے روشناس کرایا۔ مختصر یہ کہ تصوف کے

حوالے سے آپ کی خدمات ایسی ہیں کہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ پھر اس حوالے سے آپ کی خدمات کا دائرہ اور وسیع ہو جاتا ہے کہ آپ نے مریدین اور تلامذہ کی ایک بہت بڑی تعداد کو اس انداز سے تیار کیا کہ اب ملک پاکستان میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم آپ کا فیض جاری و ساری ہے۔ خدائے بزرگ و برتر آپ کے درجات مزید بلند فرمائے۔ سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ بحرمۃ مصطفاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

فصل (۱۱) دُرودیں اور مناجات

(۱) درودِ تنجّینا:

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل سیدنا ومولانا محمد صلاۃ تنجینا بھا من جمیع الاھوال والآفات۔ وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات، وتطھرنا بھا من جمیع السیآت، وترفعنا بھا عندك اعلی الدرجات، وتبلغنا بھا اقصی الغایاتِ من جمیع الخیرات فی الحیاۃ وبعد الممات، انك علی کل شئ قدیر۔

(۲) درودِ تاج

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ، دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ۔ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ۔ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِيْلِ الشِّيَمِ شَفِيْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَوَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ

قَوۡسَیۡنِ ، مَحۡبُوۡبِ رَبِّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ وَرَبِّ الۡمَغۡرِبَیۡنِ جَدِّ الۡحَسَنِ وَالۡحُسَیۡنِ مَوۡلٰنَا وَمَوۡلَی الثَّقَلَیۡنِ أَبِی الۡقَاسِمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ نُوۡرٍ مِّنۡ نُوۡرِ اللّٰهِ یَا أَیُّهَا الۡمُشۡتَاقُوۡنَ بِنُوۡرِ جَمَالِهٖ صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَآلِهٖ وَأَصۡحَابِهٖ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡماً۔

(۳) مناجات

کریما ببخشائی برحالِ ما — کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نداریم غیر از تو فریاد رس — توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا از راہ خطا — خطا درگذار و صوابم نما
(شیخ سعدی علیہ الرحمۃ)

(۴) مناجات

خدایا بحق بنی فاطمہ — کہ برقول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامانِ آلِ رسول
(شیخ سعدی علیہ الرحمۃ)

(۵) مناجات

یاالٰہی صدقۂ محبوبِ پاک
از برائے مصطفیٰ مطلوبِ پاک

لطف و رحمت سے ہو ہم پر اِلتفات
اے خدائے کائناتِ ممکنات

دین و دنیا کی بلائیں دُور ہوں
نیکیاں جو بھی کریں منظور ہوں

حُبِّ احمد پر ہمیشہ میں رہوں
خاتمہ بالخیر ہو اِس پر مروں

میں نبی کو دل کے گھر میں دیکھ لوں
مرتے دم اور قبر میں درشن کروں

حشر میں پھر دیکھ کر ہو جائے عید
ناز قسمت پر کروں میں کر کے دید

کملی والے کی شفاعت ہو نصیب
لطف و رحمت سے مرے جاگیں نصیب

ہے ترا سائل خداوندا ریاضؔ
تیری رحمت پر، سدا ہے، اِس کو ناز

خاتمہ:

تمت الرسالة بعون الله، والحمد لله كثيرا،منه البداية واليه النهاية۔ اللهم تقبل منی هذا الجهد المتواضع بحرمة المشائخ۔ و الصلوٰة والسلام علی سيد الانام محمد وعلیٰ آله وصحبه اجمعين۔

حرره بيمينه **ابو الحسن واحد الرضوی** كان الله له
خادم الزاوية العالية فيض آباد
محمد نكر ،اتك،بنجاب،باكستان